فارسی مصادر کے مشتقّات کا اردو میں استعمال

٭ ڈاکٹر انصار احمد

Use of Persian sources, origins and models in Urdu language

Dr. Ansar Ahmad

Persian and Urdu languages have remained deeply inter related and connected. That is the reason that Persian left its deep effects on Urdu language. The diction of Urdu is largely comprised of Persian. Persian words, idioms, similies, proverbs, terms, sayings, quotations and symbols etc. have become the parts of Urdu language. Specially the derivatives and compound words of Persian back ground(Sources(have been excessively used in Urdu. In the same way, some errors have also been committed which are reviewed briefly in this critical and research based article.

خلاصہ:

فارسی زبان سے اردو کے روابط بہت دیرینہ ہیں۔اِسی روابط کے ناتے فارسی کے گہرے اثرات اردو زبان پر مرتّب ہوئے ہیں۔اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں فارسی کا بڑا حصّہ ہے۔فارسی کے الفاظ ومحاورات، تشبیہات واستعارات، اصطلاحات، ضرب الامثال، کہاوتیں، علامتیں وغیرہ اب اردو میں آ کر اِسی زبان کا حصّہ بن گئی ہیں۔ بالخصوص فارسی مصادر کے مشتقّات اور مرکّبات وغیرہ کو اردو میں کثرت سے برتا گیا ہے۔ اِسی برتنے میں چند فروگذاشتیں بھی ظہور پذیر ہوئی ہیں۔جس کا زیرِنظر مقالے میں مختصر تنقیدی وتحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

فارسی زبان سے ہمارا رابطہ وتعلق بہت پرانا ہے۔صدیوں تک فارسی ہمارے اسلاف کی سرکاری زبان کے طور پر رائج رہنے کے علاوہ یہ ہمارے مختلف علوم وفنون کا سرچشمہ بھی رہی ہے۔اسلام کی تبلیغ اور تعلیمات میں فارسی کی خدمات لائقِ تحسین ہیں۔ برِّصغیر پاک وہند میں قرآن کا اوّلین ترجمہ فارسی زبان ہی میں کیا گیا۔احادیث کی شرحیں، تفسیریں اور

☆اسسٹنٹ پروفیسر (اردو) شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

مسلمان مفکّرین کی عظیم نگارشات فارسی میں ملتی ہیں ۔ یہاں تک کہ ہمارے قومی ترانے میں بھی ننّانوے فی صد الفاظ فارسی زبان ہی کے ہیں ۔ اِسی طرح دونوں زبانوں کی تقریباً تمام اصنافِ ادب میں ایک گہری معنوی اور جذباتی وابستگی کا احساس بھی بہ درجہ اتم موجود ہے ۔(۱) اکنافِ عالم میں جتنی زبانیں بھی معرضِ وجود میں آئی ہیں، سب نے کسی نہ کسی زبان سے کم وبیش استفادہ کیا ہے ۔ عربی زبان پر فارسی کے اثرات اور فارسی پر اردو کے اثرات کو متعدّد کتب میں مفصّل طور پر بیان کیا گیا ہے ۔ (۲) بلا شبہ اردو زبان نے بھی کئی زبانوں سے کسبِ فیض کیا ہے، لیکن اِس میں خاص حصّہ فارسی زبان ہی کا ہے ۔ اردو میں تقریباً نصف سے زائد ذخیرۂ الفاظ فارسی ہے ۔ اِسی زبان کے اردو نثر و نظم پر بھی فارسی زبان کے گہرے اثرات مرتّب ہوئے ہیں ۔ جس طرح دیگر زبانوں سے آئے ہوئے الفاظ ومحاورات، استعارے، اصطلاحات، ضرب الامثال، کہاوتیں، علامتیں وغیرہ اردو میں آ کر اِسی کی جزوِ زبان بن گئی ہیں اِسی طرح فارسی کے مصادر سے بننے والے الفاظ اردو میں بہ طور لاحقے اور سابقے بھی مستعمل ہیں ۔ یہ الفاظ جو کثیر تعداد میں ہیں، ان میں بعض تراکیب و مرکّبات کی صورت میں اردو زبان میں صحیح اور غلط دونوں شکلوں میں مروّج ہیں ۔ غلطی کی یہ صورت ہمیں کبھی بہ لحاظِ ساخت، تو کبھی کبھی بہ لحاظِ تلفظ اور کبھی معنوی اعتبار سے بھی دکھائی دیتی ہے ۔ ذیل میں مختصر طور پر ان ہی فارسی مصادر کے چند مشتقات کا مذکورہ صورتوں میں جائزہ لینے کی کوشش کریں گے ۔

فارسی اور اردو میں ''مصدر'' کی علاحدہ علاحدہ شناخت ہے ۔ مصدر کے لفظی معنیٰ ''نکلنے کی جگہ'' کے ہیں، اِس لیے اِنھیں مصدر کہا جاتا ہے ۔ تمام افعال مصدر سے نکلتے اور بنتے ہیں ۔(۳) مصدر سے فعل کا اظہار ہوتا ہے، لیکن اِس میں فعل کے اوصاف نہیں پائے جاتے ۔ یعنی مصدر وہ اسم ہے، جس میں کام کا کرنا، ہونا یا سہنا بغیر زمانے کے تعلّق سے سمجھا جائے ۔ (۴) اردو کے مصادر کے آخر میں ''نا'' (۵) اور فارسی مصادر میں ''دَن'' یا ''تَن'' ہوتا ہے ۔ مثلاً : خوردن، نوشتن، آراستن وغیرہ (اردو : رونا، پینا، پڑھنا)

فارسی مصدر ''آراستن'' جس کے معنیٰ ''سنوارنا'' کے ہیں ۔ اِس کا مضارع ''آرایَد'' ہے ۔ جس کے معنیٰ ''سنوارنے'' کے ہیں ۔ فارسی میں مضارع اُسے کہا جاتا ہے، جس میں حال اور مستقبل دونوں کے معانی پائے جائیں ۔ اِس کے بنانے کا کوئی مسلّم قاعدہ نہیں ہے ۔ مضارع کی پہچان یہ ہے کہ اِس کا آخری حرف ''دْ'' ہوتا ہے اور ''دْ'' سے پہلے حرف پر زبر آتا ہے ۔ مثلاً : ''داشتن'' سے ''دارَدْ''، ''گفتن'' سے ''گویَدْ''، ''خوابیدن'' سے ''خوابَدْ'' وغیرہ ۔ اردو میں بھی مضارع زمانۂ حال کے ساتھ مستقبل کی نوید سناتا ہے ۔ البتّہ اردو میں مضارع بنانے کے قاعدے موجود ہیں ۔ یعنی علامتِ مصدر ''نا'' گرا کر آخر میں ''یاے مجہول'' یا ''یاے مجہول اور ہمزہ'' کا اضافہ کرنے سے مضارع بنتے ہیں ۔ مثلاً : ''پڑھنا'' سے ''پڑھے''، ''سونا'' سے ''سوئے'' اور ''آنا'' سے ''آئے'' وغیرہ ۔

وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں(۶)

فارسی مصادر میں بہ راہِ راست ترمیم سے ماضی مطلق، اسمِ مفعول وغیرہ حاصل ہوتے ہیں اور فارسی مصادر کے مضارع میں معمولی تبدیلیوں سے امر، حاصل مصدر، اسمِ فاعل قیاسی وغیرہ بن جاتے ہیں۔ اِسی طرح مضارع کے آخری ایک یا دو حرف حذف کرنے پر جو ریشۂ امر/ بُن مضارع/ ستاکِ حال بچتا ہے۔ وہ اردو میں بہ طورِ لاحقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ما قبل الذکر مصدر ''آراستن'' کے مضارع ''آراید'' سے لاحقہ ''آرا'' معرضِ وجود میں آتا ہے، جو کسی اسم کے ساتھ مل کر اُسے ''اسمِ فاعل'' بنا دیتا ہے۔ یہ مرکّبات میں اکثر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے : جہاں آرا، چمن آرا، صف آرا، معرکہ آرا وغیرہ۔ آخر الذکر مرکّب کو بعض لوگ ''معرکۃ الآرا'' بھی لکھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔ اِس ترکیب میں ''معرکہ'' عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی : میدان، لڑائی، آدمیوں اور لشکر کے جمع ہونے کی جگہ، مقابلہ، جھگڑا، بھیڑ، ہنگامہ۔(۷) جب کہ لفظ ''آرا'' کا تعلّق فارسی زبان سے ہے۔ اِس بنا پر ''معرکۃ الآرا'' کی عربی ترکیب نہیں بن سکتی۔ تاہم مرکّب کی صورت میں ''معرکہ آرا'' درست ہے۔ اصولاً ''ال'' سے ترکیب پانے والے دونوں الفاظ کا تعلّق عربی زبان سے ہونا چاہیے۔ مثلاً : دارالعلوم، بیت المال، ربّ العالمین وغیرہ۔ فارسی و عربی سے مرکّب بنا ''معرکہ آرا'' اردو میں اِن معنوں میں مستعمل ہے: میدانِ جنگ میں لڑنے والا جنگجو، (مجازاً) بہادر، دلیری سے لڑنے والا، زبردست، پُر زور، لاجواب، منتخب، غیر معمولی، عظیم۔(۸)

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے، کبھی دریاؤں میں(۹)

فارسی مصدر ''یافتن'' سے اخذ شدہ متعدّد الفاظ و مرکّبات اردو میں اپنی کرشمہ سازیاں دکھا رہے ہیں۔ لغت میں یہ ''پانا'' کے معنی رکھتا ہے۔ اِس کا ماضی مطلق ''یافت''، اسمِ مفعول ''یافتہ''، مضارع ''یابد'' اور ستاکِ حال ''یاب'' ہے۔ ''یاب'' کے معانی : ملنا، پانا، حصول، حاصل وغیرہ کے ہیں۔(۱۰) ''یافتن'' کا یہ امر اسما کے آخر میں عموماً فعل کے معنی دیتا ہے۔ مثلاً : کام یاب، بہرہ یاب، فتح یاب، فیض یاب وغیرہ۔

اردو میں لاحقوں کی طرح سابقے بھی نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ دنیا کی ہر زبان میں سابقوں اور لاحقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اردو زبان میں دیگر زبانوں کے علاوہ سب سے زیادہ لاحقے اور سابقے فارسی زبان ہی کے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ امر، اسم یا صفت وغیرہ کے آغاز میں لگانے سے معنی میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔ یعنی اِن کی شمولیت الفاظ میں خوبی یا خامی پیدا کر دیتی ہے۔ اردو میں چند ایسے سابقے بھی ہیں، جو لفظوں کے شروع میں آنے پر اُنھیں معنوی اعتبار سے متضاد بنا دیتے ہیں۔ یعنی اُن سے نفی کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً : اَن، بے، عدم، غیر، لا، نا وغیرہ۔ اِن سابقوں

کی مثالیں ہیں : اَن پڑھ، اَن گنت، اَن جان ۔ بے شمار، بے ادب، بے پروا۔ عدم توجّہ، عدم ثبوت، عدم اعتماد۔ غیر آباد، غیر حاضر، غیر منقولہ۔ لاحاصل، لاشریک، لاعلم۔ نا آشنا، ناپاک، ناتواں وغیرہ۔

محولہ بالا فارسی مصدر ''یافتن'' کے ستاکِ حال ''یاب'' میں علامتِ سابقہ ''نا'' لگانے پر ''نایاب'' بنتا ہے۔ جس کے معنی ناپید، لاحاصل اور کسی شے کا میسّر نہ آنا یا نہ پایا جانا وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ یعنی کسی شے یا ہستی کا وجود سے عدم وجود یا فنا کا شکار ہونے پر ''نایاب'' کو برتا جا سکتا ہے۔

ڈھونڈھو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
جو یاد نہ آئے بھول کے پھر اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم(۱۱)

کسی چیز کے ملنے پر ''دست یاب''، کم کم ملنے پر ''کم یاب'' اور بالکل نہ ملنے پر ''نایاب'' استعمال ہونا چاہیے۔ عام طور پر ہم کسی کتاب کے دو چار نسخے میسّر ہونے پر بھی ''نایاب'' کا استعمال کرتے ہیں، جو صریحاً غلط ہے، ایسے موقع پر ''کم یاب'' کا استعمال مناسب ہے۔ ''ڈائنو سار'' کے لیے نایاب استعمال کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں علمِ حیوانات کے مطابق متعدّد اقسام کے چرند پرند، حشرات الارض، ممالیہ اور مچھلیاں وغیرہ بھی اب دنیا سے معدوم ہونے کی بنا پر اِسی زُمرے میں آتے ہیں۔ تاہم ''نایاب'' کو لغات کی رُو سے مجازاً اعمدہ، بہترین وغیرہ کے معنوں میں برتا جا سکتا ہے۔

فارسی مصدر ''خوردن'' سے بننے والے الفاظ و مرکّبات کی خاصی تعداد اردو میں موجود ہے۔ ''خوردن'' کے معنی ''کھانا'' کے ہیں۔ اِس کا ماضی مطلق ''خورُد''، اسمِ مفعول ''خوردہ''، مضارع ''خورَد'' اور ستاکِ حال ''خور'' ہے۔ ''خور'' کے معنی: (کسی شے کو) کھانے کا عمل، مجازاً اغذا وغیرہ کے ہیں۔(۱۲) خوردن کے اِس امر سے مرکّبِ عطفی ''خورونوش'' کو اردو میں ''خوردونوش'' بھی لکھا جاتا ہے، جو درست نہیں ہے۔ غالباً ''خوردن'' کا مضارع ''خورَد'' کا ''د'' حذف کیے بغیر ترکیبِ عطفی بنانے پر یہ سہو ہوتا ہے۔ البتہ ہماری اردو لغات اِس سہو سے مبرّا ہیں۔:

میرے عزیزو! مناجات ہو چکی اُٹھو
ذرا کچھ اپنے خورونوش کی بھی فکر کریں(۱۳)

فارسی مصدر شمردن کا حاصل مصدر ''شمار'' اردو میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اِسی لفظ پر علامتِ سابقہ ''بے'' لگا کر مرکّب ''بے شمار'' بنایا جاتا ہے۔ جو شمار سے باہر اور بے حساب کے معنی دیتا ہے۔ اللہ کی نعمتیں، سمندر کے قطرے، زمین کے ذرّے اور اجرامِ فلکی جیسی مثالوں کے لیے ''بے شمار'' استعمال کرنا مستحسن ہے۔ لیکن اِسے کسی بھی جلسہ، مجمع، نمازِ جنازہ، حج، عمرہ یا نفوس وغیرہ کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ یعنی قابلِ شمار کے لیے ''بے شمار'' قبیح ہے۔ جب کہ ہمارے ہاں اِس کا بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے۔ راقم نے بڑے بڑے صاحبانِ علم، ثقہ حضرات اور ماہرِ لسانیات کو

روزمرہ اور ادبی محافل میں تواتر سے غلط برتتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے:

افسوس، بے شمار سخن ہائے گفتنی خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے(۱۴)

فارسی مصدر خواستن/خواہیدن جس کے معنی ''چاہنا'' کے ہیں۔ اردو میں اِس سے بننے والے الفاظ و مرکّبات معقول تعداد میں موجود ہیں۔ اِس کا ماضی مطلق ''خواست''، اسمِ مفعول ''خواستہ''، مضارع ''خواہد'' اور ستاکِ حال ''خواہ'' ہے۔ ''خواہ'' لاحقہ فاعلی ہے۔(۱۵) فارسی میں نفی کے لیے امر وغیرہ کے آغاز میں ''ن'' یا ''م'' کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اردو میں بھی انھیں کثرت سے برتا جاتا ہے۔ جیسے: خدانخواستہ، ندارد، کشمکش، خواہ مخواہ وغیرہ۔ آخرالذکر مرکّب ''خواہ مخواہ'' کے پہلے لفظ سے بسا اوقات ہائے ہوّز ''ہ'' (اِسے ہائے ملفوظ اور ہائے مدوّرہ بھی کہتے ہیں) حذف کر کے ''خوامخواہ'' بھی لکھ دیا جاتا ہے، جو بہ لحاظِ فارسی امر کی مناسبت سے بہتر نہیں ہے۔

فارسی مصادر گذشتن، گذاردن، گذاشتن، گزاردن اور ان کے مشتقات کو اردو میں ''ذ'' اور ''ز'' سے لکھا جاتا ہے۔ اوّل الذکر تینوں مصادر چلنے، چھوڑنے اور پار کر دینے کے معانی میں اور ان سے بننے والے لفظوں کو ''ذ'' سے لکھا جائے گا۔ مثلاً: گذشتہ، سرگذشت، رہ گذر، گذرگاہ، درگذر، رفت گذشت، واگذاشت وغیرہ۔ آخرالذکر مصدر ''گزاردن'' ادا کرنے، پیش کرنے اور شرح و تفسیر کرنے کے معانی میں اور ان سے بننے والے لفظوں کو ''ز'' سے لکھا جائے گا۔ جیسے: تہجّد گزار، شکرگزار، گزارش وغیرہ۔ (۱۶) عام طور پر اِن مصادر کے مشتقات کو اردو میں پیش کرتے وقت ''ذ'' اور ''ز'' میں تفاوت نہیں کیا جاتا۔ بالخصوص گذشتن کے مشتقات ''گذشتہ'' اور ''سرگذشت'' وغیرہ کو بعض لوگ ''ز'' سے لکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، بل کہ رواج کو جواز بنا کر ''ز'' سے لکھنے کو فائدہ مند قرار دیتے ہیں۔(۱۷) ایسی فروگذاشتیں بعض فارسی مصادر ناموں اور قاعدوں تک میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔(۱۸) ''ذ'' کا تعلّق خالصتاً فارسی اور عربی الفاظ سے ہے۔ ''ز'' کا استعمال اردو/ ہندی، انگریزی وغیرہ الفاظ میں ہونا چاہیے۔(۱۹)

ہے آج جو سرگذشت اپنی کل اِس کی کہانیاں بنیں گی(۲۰)

ہر نفس عمرِ گذشتہ کی، ہے میّت فانیؔ زندگی نام ہے مر مر کے جیے جانے کا(۲۱)

فارسی کے مذکورہ بالا مصادر سے بننے والے الفاظ و مرکّبات میں بہ لحاظِ ہیئت اور بہ لحاظِ معانی اغلاط کے علاوہ چند ایسے مصادر بھی ہیں، جن کے مشتقات کو اردو میں بہ لحاظِ تلفّظ غلط ادا کیا جاتا ہے۔ یہ غلطیاں مفرد الفاظ اور مرکّبات دونوں جگہ دیکھنے کو ملتی ہیں۔ مثلاً:

مصادر	غلط	صحیح
کُشتن (مار ڈالنا)	خودکَش/خودکَشی	خودکُش،خودکُشی
گزیدن (کاٹنا،ڈنک مارنا)	مردم گزیدہ	مردُم گزیدہ
گُزیدن (پسند کرنا، قبول کرنا، اختیار کرنا)	برگزیدہ	برگُزیدہ
خوردن (کھانا) نوشیدن (پینا)	خوردونوش	خورونوش
رفتن (جانا،چلنا)	کاروائی	کاررَوائی
رسیدن (پہنچنا)	دسترَس	دست رُس
راندن (ہانکنا،چلانا)	حکمران	حکمُ ران
پُرسیدن (پُوچھنا)	کَسمُ پُرسی	کَس میپُرسی
گرفتن (لینا،پکڑنا)	دستَ گیر	دستُ گیر وغیرہ۔

آخرالذکر چاروں مصادر کے مشتقات جو اردو مرکّبات میں بہ طورِ لاحقہ استعمال کیے جاتے ہیں، اِنھیں ملا کر لکھنے کی وجہ سے تلفظ کی غلطیاں سامنے آتی ہیں۔فارسی میں مرکّبات کو ملا کر لکھنے کا رجحان موجود ہے، جب کہ اردو میں اِس کی پابندی نہیں کی جاتی۔فارسی والوں کے برعکس اردو والوں کی اکثریت فارسی مصادر سے نا آشنا ہونے کی بنا پر بالخصوص مرکّبات میں تلفّظ کی بھول چوک کی مرتکب ہوتی ہے۔لفظوں کو ممکنہ حد تک الگ الگ لکھ کر صحّتِ تلفّظ کا خیال رکھا جاسکتا ہے۔

مذکورۂ بالا فارسی مصادر کے مشتقات کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اردو زبان میں فارسی کا اچھا خاصا عمل دخل موجود ہے۔اس سے ہماری زبان کی وسعت اور دل کشی میں اضافہ ہی ہوا ہے۔اگر ہم زبانِ فارسی کے مصادر اور اس سے بننے والے الفاظ و مرکّبات کی تشکیلی اور معنوی نوعیّت کو ملحوظ رکھیں تو اردو زبان بہت سی غلطیوں سے مبرّا ہو سکتی ہے۔

☆☆☆

حواشی:

(۱) ڈاکٹر مہر نور محمّد خان،اردو اور فارسی کے روابط اور اشتراکیت،مشمولہ :اخبارِ اردو [اسلام آباد،ادارۂ فروغِ قومی زبان (مقتدرہ قومی زبان)]،جلد ۳۶،شمارہ ۸،۹،اگست ستمبر ۲۰۱۸ء،ص ۲۸

(۲)تفصیلات کے لیے دیکھیے : پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں،’’فارسی پر اردو کا اثر‘‘(کراچی،ایجوکیشنل پریس)،۱۹۶۰ء

(۳)مولوی عبدالحق،اردو صرف و نحو(کراچی،اردو اکیڈمی سندھ)،دوسری بار،جولائی ۱۹۶۹ء،ص ۶۷

(۴)ڈاکٹر ابواللیث صدّیقی،جامع القواعد(لاہور،اردو سائنس بورڈ،طبع دوم ۲۰۰۴ :ء)،ص ۲۳۳

(۵)لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وہ لفظ جس کے آخر میں ’’نا‘‘ ہو،وہ مصدر بھی ہو،مثلاً : دانا،پرانا،چُونا،گھرانا،نانا،سونا(دھات)وغیرہ۔مصدر کی پہچان یہ ہے کہ اگر اُس کا ’’نا‘‘ گرادیں تو باقی فعل امر رہ جائے۔

(۶) مرزا اسداللہ خاں غالب، دیوانِ غالب کامل، مرتبہ : کالی داس گپتا رضا(کراچی،انجمن ترقّی اردو پاکستان)،اشاعتِ دوم ۱۹۹۴:ء، ص ۲۷۸

(۷)مولوی نورالحسن نیرّ، نور اللّغات،دوئم(اسلام آباد،نیشنل بُک فاؤنڈیشن)طبع سوم ۲۰۰۶:ء،ص ۹۰ ـ ۱۵۸۹

(۸)ڈاکٹر یونس حسنی،مدیرِاعلا،اردو لغت،جلد ہژدہم(کراچی،اردو لغت بورڈ،ترقّی اردو بورڈ)،جون ۲۰۰۲ء،ص ۳۱۰

(۹)علّامہ اقبال، کلیاتِ اقبال، بانگِ درا،شکوہ(لاہور،شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ)طبع سوم: جون ۱۹۹۶ء،ص ۱۶۴

(۱۰)وارث سرہندی،مؤلّف،قاموسِ مترادفات(لاہور،اردو سائنس بورڈ)طبع سوم ۲۰۰۶ :ء،۱۱۱۲

(۱۱)شاد عظیم آبادی، کلیاتِ شاد،حصّہ اوّل،مرتب: کلیم الدین احمد(پٹنہ،بہار اردو اکادمی)،بارِاوّل ۱۹۷۵ :ء،ص ۵۶۲

(۱۲)۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری،مدیرِاعلا،اردو لغت،جلد ہشتم(کراچی،اردو لغت بورڈ،ترقّی اردو بورڈ)،دسمبر ۱۹۸۷ء،ص ۲۷۷

(۱۳)عبدالعزیز خالد،برگِ خزاں(کراچی،دوآبہ کوا پریٹو پبلشرز لمیٹڈ)،دوسری بار :دسمبر ۱۹۶۴ء،ص ۲۱

(۱۴) آزاد انصاری،بہ حوالہ :اردو کے ضرب المثل اشعار تحقیق کی روشنی میں،محمد شمس الحق،تحقیق وتالیف(لاہور،فکشن ہاؤس)، اشاعتِ سوم ۲۰۱۲:ء،ص ۱۰۲

(۱۵)شان الحق حقّی،مرتبہ،فرہنگِ تلفّظ،طبع چہارم(اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان پاکستان)،۲۰۱۲ء،ص ۴۹۷

(۱۶)ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی،صحتِ املا کے اصول(کراچی،ادارۂ یادگارِ غالب)،۲۰۱۶ء،ص ۱۶

(۱۷)ڈاکٹر ابومحمّد سحر،اردو املا اور اس کی اصلاح(بھوپال،مکتبۂ ادب)،دوسری اشاعت ۲۰۰۴:ء،ص ۴۱

(۱۸)ملاحظہ کیجیے : حضرت مولانا مشتاق احمد،تالیف،فارسی زبان کا آسان قاعدہ(کراچی،قدیمی کتب خانہ)،سن ندارد،ص ۴۴

(۱۹)رشید حسن خاں،اردو املا(لاہور،فکشن ہاؤس)،۲۰۰۷ء،ص ۱۵۸

(۲۰)امیر مینائی،صنم خانۂ عشق(حیدر آباد دکن،محبوب پریس)،۱۹۰۶ء،ص ۳۳۴

(۲۱)فانی بدایونی،عرفانیاتِ فانی،دہلی،انجمن ترقّی اردو(ہند)،۱۹۳۹ء،ص ۴

مآخذ:

(۱)اقبال،علّامہ،کلیاتِ اقبال،بانگِ درا،شکوہ(لاہور،شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ)طبع سوم: جون ۱۹۹۶ء

(۲)انصاری،آزاد ، اردو کے ضرب المثل اشعار تحقیق کی روشنی میں،محمد شمس الحق،تحقیق وتالیف(لاہور،فکشن ہاؤس)، اشاعتِ سوم ۲۰۱۲:ء

(۳) بدایونی، فانی، عرفانیاتِ فانی، دہلی، انجمن ترقّی اردو (ہند)، ۱۹۳۹ء

(۴) حسنی، ڈاکٹر یونس، مدیرِاعلا، اردو لغت، جلد ہژدہم (کراچی، اردو لغت بورڈ، ترقّی اردو بورڈ)، جون ۲۰۰۲ء

(۵) حقّی، شان الحق، مرتّبہ، فرہنگِ تلفظ، طبع چہارم (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان پاکستان)، ۲۰۱۲ء

(۶) خالد، عبدالعزیز، برگِ خزاں، کراچی، دوآبہ کوآپریٹو پبلشرز لمیٹڈ، دوسری بار: دسمبر ۱۹۶۴ء

(۷) خاں، پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰی، ''فارسی پر اردو کا اثر'' (کراچی، ایجوکیشنل پریس)، ۱۹۶۰ء

(۸) خان، ڈاکٹر مہر نور محمد، اردو اور فارسی کے روابط اور اشتراکیت، مشمولہ: اخبارِ اردو [اسلام آباد، ادارۂ فروغِ قومی زبان (مقتدرہ قومی زبان)]، جلد ۳۶ شمارہ ۸،۹، اگست ستمبر ۲۰۱۸ء

(۹) خاں، رشید حسن، اردو املا (لاہور، فکشن ہاؤس)، ۲۰۰۷ء

(۱۰) سحر، ڈاکٹر ابو محمد، اردو املا اور اس کی اصلاح (بھوپال، مکتبۂ ادب)، دوسری اشاعت ۲۰۰۴: ء

(۱۱) سرہندی، وارث، مؤلف، قاموسِ مترادفات (لاہور، اردو سائنس بورڈ)، طبع سوم ۲۰۰۶: ء

(۱۲) صدیقی، ڈاکٹر ابواللیث، جامع القواعد (لاہور، اردو سائنس بورڈ)، طبع دوم ۲۰۰۴: ء

(۱۳) عبدالحق، مولوی، اردو صرف و نحو (کراچی، اردو اکیڈمی سندھ)، دوسری بار، جولائی ۱۹۶۹ء

(۱۴) عظیم آبادی، شاد، کلیاتِ شاد، حصّۂ اوّل، مرتّب: کلیم الدین احمد (پٹنہ، بہار اردو اکادمی)، بارِ اوّل ۱۹۷۵: ء

(۱۵) غالب، مرزا اسداللہ خاں، دیوانِ غالب کامل، مرتّبہ: کالی داس گپتا رضا (کراچی، انجمن ترقّی اردو پاکستان)، اشاعتِ دوم ۱۹۹۴: ء

(۱۶) فتح پوری، ڈاکٹر فرمان، مدیرِ اعلا، اردو لغت، جلد ہشتم (کراچی، اردو لغت بورڈ، ترقّی اردو بورڈ)، دسمبر ۱۹۸۷ء

(۱۷) مولانا، حضرت مشتاق احمد، تالیف، فارسی زبان کا آسان قاعدہ (کراچی، قدیمی کتب خانہ)، سن ندارد

(۱۸) مینائی، امیر، صنم خانۂ عشق (حیدر آباد دکن، محبوب پریس)، ۱۹۰۶ء

(۱۹) نیّر، مولوی نورالحسن، نوراللّغات، دوئم (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن)، طبع سوم ۲۰۰۶: ء

(۲۰) ہاشمی، ڈاکٹر رفیع الدین، صحتِ املا کے اصول (کراچی، ادارۂ یادگارِ غالب)، ۲۰۱۶ء

☆☆☆